علم اصول فقہ کی تصنیف وتالیف میں اصولین کے مناہج

ڈاکٹر فاروق حسن

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علم اصول کے موضوع پر اپنی تصانیف ''الرسالۃ جماع العلم'' اور ''ابطال الاستحسان'' میں یہ طریقہ پیش نظر رکھا کہ علم اصول فقہ کی حیثیت صحیح وغلط آراء کے جانچنے اور پرکھنے والے آلے کی ہو، نیز وہ ایسا کلی قانون ہو کہ اس کی رعایت اور معرفت ہر زمانہ میں استنباط احکام کے لیے ضروری ہو چنانچہ انہوں نے اپنے زمانہ میں مروج وشائع فقہی آراء کا جائزہ لینے کے لئے اس منہاج کو اختیار کیا۔ اپنی کتاب ''اختلاف مالک'' میں امام مالک اور اہل عراق کی آراء پر مباحثہ و مناقشہ میں اسی طریقہ کو مدنظر رکھا۔ اسی طرح امام اوزاعی کی ''کتاب السیر'' اور امام ابو یوسف کی ''الرد علی سیر الاوزاعی'' کا موازنہ اسی منہاج وقانون سے کیا اور اسی طرح دیگر تمام فقہی آراء کو اسی پیمانہ پر جانچا۔ امام شافعی نے خود استنباط مسائل میں اسی نہج کی پابندی کی اور اس سے ذرہ برابر باہر نہیں نکلے اس لئے آپ کے وضع کردہ یہ اصول آپ کے مذہب کے بھی اصول کہلائے۔ امام شافعی نے ان اصولوں کو محض اپنے مذہب کے دفاع کے لئے وضع اور استعمال نہیں کیا بلکہ عراق ومصر میں اپنا مذہب مدون کرنے سے قبل محکم قواعد وضوابط وضع کئے۔ اسی لئے ان کے نزدیک فقہ کے یہ عظیم اصول محض نظری حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان کی نظری وعملی دونوں حیثیتیں ہیں اور یہ وضع کردہ اصول بعد کے تمام فقہاء کے پیش نظر رہے۔ امام شافعی کے بعد اصول فقہ کی تعبیر وتشریح میں مختلف رجحانات پیدا ہوئے۔

(الف) ان میں سے بعض نے ان کے وضع کردہ اصول اوران کے اجمال کی تشریح وتفصیل اوران اصولوں سے احکام کی تشریح کا کام انجام دیا۔

(ب) اور بعض نے ان کے بیان کئے ہوئے اکثر اصولوں کو مانا مگر کچھ تفصیلات میں اختلاف کیا اور بعض اصولوں کا اضافہ بھی کیا۔ چنانچہ علمائے احناف نے امام شافعی کے بہت سے اصول لئے اور استحسان وعرف کا اضافہ کیا۔ استحسان حنفی مذہب کی ایک خصوصیت ہے جس کو بعض دوسرے فقہی مکاتب فکر پسند نہیں کرتے ڈاکٹر حمید اللہ نے بعض فقہی مکاتب میں استحسان کی ناپسندیدگی کی وجہ ایک غلط فہمی قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں: ''(استحسان کی) یہ ناپسندیدگی ایک غلط فہمی کی بنیاد پر ہے۔

☆عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃ مقبول ہوتی ہے نہ کہ قضاء☆

لیکن بہرحال وہ اسے پسند نہیں کرتے چنانچہ آپ کو حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ امام شافعی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے ''الرد علی الاستحسان'' جو استحسان کی تردید کے دلائل پر مبنی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے ہمیں نظر آتا ہے کہ انہوں نے استحسان کا ایک فرضی مفہوم لے کر اس کی تردید کی ہے حنفی مکتبہ فکر کے مطابق استحسان کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے ظاہری حالات کی بناء پر کوئی بات ذہن میں آتی ہے تو اس پر اکتفانہ کیا جائے بلکہ گہرے غوروفکر کے بعد عمیق تر حقائق کے پیش نظر حکم دیا جائے چنانچہ استحسان سے کام لینے والے حنفی ائمہ محض ظاہری حالات کو کافی نہیں سمجھتے اور ایک عمیق تر سبب معلوم کر کے اس کی بنیاد پر احکام دیتے ہیں۔''(۱)

فقہائے مالکیہ نے بھی امام شافعی کے منہاج کو قبول کیا اور امام شافعی سے اختلاف کرتے ہوئے اصول فقہ میں اہل مدینہ کے اجماع استحسان ومصالح مرسلہ کا بھی اضافہ کیا۔ امام شافعی نے ان تینوں کو باطل قرار دینے کی کوشش کی، ساتھ ہی مالکیہ نے ذرائع وسد ذرائع کو بھی اصول فقہ میں شامل کیا۔ اس طرح انہوں نے امام شافعی سے منقول اصولوں کو کہیں کچھ اختلاف اور کہیں کچھ اضافہ کے ساتھ قبول کیا۔ الغرض چاروں مذاہب کے فقہاء نے امام شافعی کے ثابت کردہ چاروں ادلہ کتاب سنت اور اجماع و قیاس سے اختلاف نہیں کیا اور یہ متفق علیہ مصادر قرار پائے جبکہ ان پر کیا گیا اضافہ شوافع اور دیگر اکثر فقہاء کے مابین محل اختلاف رہا۔ فقہاء شافعیہ نے امام شافعی کے ان مقرر کردہ اصولوں کی تشریح وتفصیل اور توضیح کا کام کیا جس کی وجہ سے فقہی اجتہاد کے طویل دورانیہ میں ان اصولوں کی نشوونما، ترقی، تفصیل وتوضیح اور تعبیر وتشریح جاری رہی جبکہ غیر شافعی اصولیین نے یہ خدمات انجام دینے کے ساتھ بعض اصولوں کے اضافہ کئے اور ان کی بھی توضیح وتشریح کی۔

تقلیدی دور میں اصول فقہ کی تدوین کے طریقے ورجحانات:

امام شافعی نے جس کام کا آغاز کیا تھا اس کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور ''اصول الفقہ'' کے عنوان سے ایک عظیم الشان سرمایہ تیار ہو گیا چنانچہ امام احمد بن حنبل نے ''کتاب السنۃ'' کتاب ''العلل'' کتب ''الناسخ والمنسوخ'' لکھ کر اس کام کو آگے بڑھایا تقلید کے دور میں اصول بے شک نشوونما پاتے رہے۔ اہل علم نے اصول فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں جو طریقے اختیار کئے ان میں سے تین بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

ایک طریقہ ''علمائے متکلمین'' کا ہے۔

☆یقین شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا☆ (فقہی ضابطہ)

دوسرا ''علمائے حنفیہ'' کا

اور تیسرا ''متاخرین اھل علم'' کا ہے۔

ان میں سے پہلا طریقہ خالص نظریاتی قسم کا تھا جس میں نظری مباحث کو غلبہ حاصل رہا۔ دوسرا طریقہ فروع سے متاثر تھا اور اس کو اصول حنفیہ کے نام سے پکارا گیا کیونکہ علمائے احناف ہی نے سب سے پہلے اپنے مذہب کے دفاع اور ضبط فروع کے لئے اسے اختیار کیا تھا چنانچہ اس طریق سے انہوں نے اپنے مذہب کے لئے جامع اصول کا استنباط کیا۔ جبکہ تیسرے طریقہ میں پہلے اور دوسرے طریقہ کو یکجا کردیا گیا ہے۔

اصول فقہ کی تدوین کا پہلا طریقہ:

اس طریقہ کا نام ''اصول الشافعیہ'' یا ''اصول متکلمین'' ہے اور یہ طریقہ خالص طور پر نظری تھا جس میں کسی مذہبی اعتبار کے بغیر قواعد کی تحقیق وتنقیح پر زور دیا جاتا تھا بلکہ قواعد کی ادلہ سے توثیق کی جاتی تھی جو قاعدہ بھی دلیل کے لحاظ سے قوی تر ہوتا اسے اختیار کرلیا جاتا چنانچہ بعض شافعی علماء نے امام شافعی سے اصول میں اختلاف کیا مگر فروع میں ان کے متبع رہے مثلا امام شافعی اجماع سکوتی کو حجت تسلیم نہیں کرتے مگر علامہ آمدی (متوفی ۶۳۱ھ) مسلکاً شافعی ہونے کے باوجود اپنی کتاب ''الاحکام'' میں اس کو حجت مانتے ہیں وہ فرماتے ہیں: ''اجماعا سکوتیا وھو حجة مغلبة علی النظر'' (۲) (اجماع سکوتی ظنی حجت ہے) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کی حجیت کو مانتے ہیں اگرچہ غیر سکوت سے اسے کم درجہ پر رکھتے ہیں اور اسے حدیث آحاد کی طرح ظنی خیال کرتے ہیں۔ شیخ ابوزہرہ فرماتے ہیں:

> والاتجاہ الذی سمی اصول الشافعین او اصول المتکلمین کان اتجاھا نظریا خالصا، لان عنایة الباحثین فیه متجھة الی تحقیق القواعد و تنقیحھا من غیر اعتبار مذھبھم، بل یریدون انتاج اقوی القواعد سواء اکان یؤدی الی خدمة مذاھبھم اولایؤدی''(۳)
>
> (اصول شافعیہ یا اصول متکلمین کے نام سے جو رخ معروف ہوا وہ خالص نظریاتی رخ تھا اور اس رخ پر کام کرنے والوں کی توجہ اپنے مذہب کی رعایت کے بغیر صرف قواعد کی تحقیق اور ان کی تنقیح پر رہی ان کی کوشش یہ رہی کہ قوی

اور مضبوط قواعد وضع کیے جائیں خواہ ان سے ان کے مذہب کی تائید ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو)۔

شیخ محمد خضری (متوفی ۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں:

"فاما المتكلمون فانه كان رابهم فى البحث على طريقة علم الكلام و تقرير الاصول من غير التفات الى موافقة فروع المذاهب او مخالفتها اياها" (۴)

(متکلمین دوران بحث اپنی رائے طریقہ علم کلام کے مطابق پیش کرتے ہیں اور فقہی مذاہب کی موافقت ومخالفت سے قطع نظر کرتے ہوئے اصول بیان کرتے ہیں)

پہلے خالص نظریاتی طریقہ تدوین میں بعض متکلمین کی شمولیت اور اسکے اثرات:

مباحث کے اس طریقہ میں متکلمین میں سے معتزلہ، اشاعرہ اور ماتریدیہ بھی شامل ہوگئے۔ ان میں سے اشاعرہ وماتریدیہ یہ دونوں فرقے چوتھی صدی ہجری میں ظہور پذیر ہوئے جو معتزلہ کے ساتھ جدل و پیکار میں مشغول رہے یہ لوگ معتزلہ کی طرح دلائل عقلیہ کے ساتھ فقہاء محدثین کی طرف سے جواب دیتے تھے۔ اشاعرہ کا گروہ ابوالحسن الجبائی معتزلی کے شاگرد ابوالحسن اشعری (متوفی ۳۲۱ھ بعدہ) کی طرف منسوب ہے جو پہلے معتزلی تھے بعد میں شافعی مسلک اختیار کر لیا تھا ساری زندگی عراق میں گزاری اور ماتریدیہ کا گروہ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے شاگرد ابومنصور ماتریدی (متوفی ۳۳۲ھ) کے متبعین کا تھا اور وہ اصول فقہ میں "کتاب الجدل" کے بھی مصنف تھے متکلمین کسی کی تقلید کے بغیر بحث کرتے اور تحقیق سے کام لیتے اس لئے اس طریقہ کا انجام "طریقہ متکلمین" پڑ گیا۔

متکلمین کی شمولیت کے اثرات کا جائزہ:

اس میدان اصول فقہ میں متکلمین کی شمولیت اور ان کے طریقہ بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ فرضی نظریات کی طرح اصول میں اضافہ ہو گیا اور بہت سے فلسفیانہ مباحث و پہلو پیدا ہو گئے جن کا فقہی لحاظ سے عمل کے ساتھ کچھ تعلق نہ تھا مثلاً وہ اس پر تو متفق تھے کہ عبادات کے تمام احکام معلل ہیں مگر عقلی حسن و قبح میں اختلاف کرنے لگے حالانکہ فقہ اور طریق استنباط کا اس کے ساتھ ذرا بھی تعلق نہ تھا اور یہ کہ تکلیف

معدوم جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ علامہ آمدی اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و کشف الغطاء عن ذلک انا لا نقول بکون المعدوم مکلفا بالاتیان بالفعل حالة عدمه بل معنی کونه مکلفا حالة العدم قیام الطلب القدیم للرب تعالیٰ" (۵)

(اس مسئلہ سے پردہ اس طرح اٹھ سکتا ہے کہ ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ کوئی شخص معدوم مکلّف ہوسکتا ہے۔ حالِ عدم میں مکلّف ہونے کے یہ معنی ہیں کہ طلب ذات خداوندی کے ساتھ قائم ہے)۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے مباحث خالص فلسفی مباحث ہیں جن پر کسی طریق استنباط کی بنیاد نہیں ڈالی جاسکتی کیونکہ معدوم کی طرف خطاب ہی نہیں ہوسکتا اور یہ اتنی بدیہی چیز ہے کہ اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں۔ اس پہلے طریقہ میں غیر فقہی فلسفیانہ بحث کی دوسری مثال میں بھی علامہ آمدی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) کی کتاب "الاحکام" سے مندرجہ ذیل اقتباس کو پیش کیا جاسکتا ہے:

"اما قبل النبوة، فقد ذهب القاضی ابوبکر، واکثر اصحابنا، و کثیر من المعتزلة الی انه لا یمتنع علیهم، المعصیة کبیرة کانت او صغیرة، بل ولا یمتنع عقلا ارسال من اسلم وآمن بعد کفره، و ذهبت الروافض الی امتناع ذلک کله منهم قبل النبوة، لان ذالک مما یوجب هضمهم فی النفوس و احتقارهم، والنفرة عن اتباعهم، وهو خلاف مقتضی الحکمة من بعثة الرسل، و وافقهم علی ذالک اکثر المعتزلة الا فی الصغائر، والحق ما ذکره القاضی، لانه لاسمع قبل البعثة یدل علی عصمتهم عن ذالک" (۶)

(قبل از نبوت انبیاء کی عصمت کے متعلق قاضی ابوبکر اور ہمارے اکثر اصحاب اور بہت سے معتزلہ کا مسلک یہ ہے کہ ان سے کسی کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا ارتکاب ممتنع نہیں ہے۔ بلکہ عقلاً یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کے کفر سے توبہ کرنے اور مسلمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نبی بنا کر مبعوث فرمائے، روافض معصیت کے ارتکاب کو قبل از نبوت ممتنع سمجھتے ہیں کیونکہ اگر انبیاء قبل از نبوت

کسی گناہ کے مرتکب ہوں تو لوگ انہیں حقارت سے دیکھیں گے اور ان کے اتباع سے نفرت کریں گے اور یہ بات بعثت رسل کی حکمت کے خلاف ہے اکثر معتزلہ بھی روافض کے ہم نوا ہیں مگر وہ صغائر کا ارتکاب جائز سمجھتے ہیں لیکن قاضی کا مذہب برحق ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی سماعی دلیل نہیں ہے جس سے قبل از نبوت عصمت کا ثبوت ملتا ہو)۔

امام غزالی شافعی (متوفی ۵۰۵ھ) نے اپنی کتاب ''المنخول'' میں "**الفصل الثانی فی حقیقة العلم وحده**" کے تحت اور امام شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے اپنی کتاب ''ارشاد الفحول'' میں ''المقصد الثانی'' کی ''البحث الثالث فی عصمت الانبیاء'' کے تحت اس قسم کی فلسفیانہ ومنطقیانہ بحثیں کی ہیں جن کا علم اصول فقہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔(۷)

پہلے طرز تصنیف (اصول الشافعیہ) کو اختیار کرنے والے کلامی مذاہب:

''اصول الشافعیہ'' یا ''اصول متکلمین'' کے طرز تصنیف سے کئی مذاہب متاثر اور منسلک ہوئے۔ معتزلہ، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ، اشاعرہ، اباضیہ، شیعہ(۸) وغیرہ مذاہب کلامیہ میں شمار ہوتے ہیں۔ بعد میں حنابلہ سلفیہ نے معتزلہ واشاعرہ دونوں مذاہب سابقہ کی مخالفت کی۔

اس طریقہ تدوین کی امتیازی خصوصیات:

نظر وجدل کی آزادی ہوتی ہے۔

مسائل کی منطقی تحقیق اور عقلی استدلال پر زور دیا جاتا ہے۔

اپنے ائمہ مسالک کی طرفداری اور تعصب سے اجتناب پر زور دیا جاتا ہے۔

صرف احکام فقہیہ میں غور وخوض پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ علم کلام کے بعض مسائل عقلیہ کو بھی اصول فقہ کے ضمن میں موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔ مثلاً عصمت انبیاء قبل نبوت اور تحسین و تقبیح کے عقلی یا شرعی ہونے میں غور وفکر۔

اس طریقے کے علماء کے پیش نظر یہ بات تھی کہ اصول الفقہ کے قواعد کو مستحکم اور قوی ترین شکل میں مدون کرنے کے لئے لفظی الجھاؤ سے اجتناب کیا جائے۔

☆ ثواب کا دار ومدار نیت پر ہے ☆

طریقہ اصول الشافعیہ یا اصول متکلمین کی بعض اہم وبنیادی کتابیں:

۱۔ التقریب والارشاد فی ترتیب طرق الاجتہاد۔ قاضی ابوبکر محمد بن الطیب باقلانی مالکی (متوفی ۴۰۳ھ) بعد میں امام باقلانی نے ''ارشاد التوسط'' اور ''ارشاد الصغیر'' کے نام سے ''التقریب والارشاد'' کا اختصار لکھا۔

امام سبکی فرماتے ہیں:

> **وهو اجل كتب الاصول، والذى بين ايدينا منه المختصر الصغير، و يبلغ اربعة مجلدات، و يحكى ان اصله كان فى اثنى عشر مجلدا ولم نطلع عليه"(۹)**
>
> (یہ اصول کے موضوع پر سب سے عظیم کتاب ہے ہمارے سامنے کتاب الارشاد الصغیر کا نسخہ ہے جو چار مجلدات میں ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اصل کتاب بارہ جلدوں میں تھی اور ہمیں وہ کتاب مل نہیں سکی)۔

قاضی باقلانی کی مذکورہ کتاب کا امام الحرمین (متوفی ۴۷۸ھ) نے ''تلخیص'' کے نام سے اختصار لکھا:

۲۔ العمد: قاضی عبدالجبار معتزلی (متوفی ۴۱۵ھ)۔

۳۔ شرح الکفایۃ: قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ الطبری شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔

۴۔ القواطع: ابن السمعانی ابوالمظفر، منصور بن احمد بن عبدالجبار بن احمد التمیمی حنفی ثم شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔

ابن سبکی نے ان الفاظ کے ساتھ اس کتاب کی تعریف کی:

> **لا اعرف فى اصول الفقه احسن من كتاب القواطع ولا اجمع (۱۰)**
>
> (اصول فقہ میں کتاب القواطع سے بہتر مجموعہ کتاب میرے علم میں نہیں ہے)۔

۵۔ العدہ فی اصول الفقہ: قاضی ابویعلی محمد بن الحسین الفراء البغدادی حنبلی (متوفی ۴۵۸ھ)۔

۶۔ المعتمد فی اصول الفقہ: ابوالحسین محمد بن علی بن الطیب بصری معتزلی (متوفی ۴۷۳ھ)۔ یہ قاضی عبدالجبار معتزلی (متوفی ۴۱۵ھ) کی کتاب ''العمد'' کی شرح ہے جو بقول ابن خلدون اصول فقہ کی ارکان اربعہ کتب میں سے ایک ہے۔

۷۔ اللمع: ابواسحاق شیرازی شافعی (متوفی ۴۷۶ھ) کی تالیف ہے جس کی انہوں نے خود شرح بھی لکھی۔

۸۔ التبصرۃ فی اصول الفقہ: ابواسحاق شیرازی (صاحب اللمع)۔

۹۔ تذکرۃ العالم والطریق السالم: ابونصر احمد بن جعفر بن الصباغ شافعی (متوفی ۴۷۷ھ)

۱۰۔ البرھان: امام الحرمین ابوالمعالی عبدالمالک الجوینی شافعی (متوفی ۴۷۸ھ)، یہ اشعری مذہب کی طرف مائل تھے ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) نے ان سے متعلق لکھا:

"اعلم المتاخرين من اصحاب الامام الشافعي على الاطلاق" (۱۱)

(وہ متاخرین اصحاب امام شافعی میں سے علی الاطلاق سب سے بڑے عالم تھے)

۱۱۔ المستصفی حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۵۰۵ھ)۔

۱۲۔ شفاء العلیل فی بیان مسالک التعلیل امام غزالی (ایضا)۔

۱۳۔ المنخول من تعلیقات الاصول امام غزالی (ایضا)

آخرالذکر دونوں کتابیں "المستصفی" سے پہلے کی تصنیفات ہیں۔

۱۴۔ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر: موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی شافعی (۶۲۰ھ)۔

مذکورہ بالا کتابوں کا نچوڑ چار کتابوں کو بیان کیا جاتا ہے جنہیں اب مراجع کی حیثیت حاصل ہے اور بعد کی تقریبا تمام کتابیں ان سے مستفاد ہیں وہ چار کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ العمد: قاضی عبدالجبار معتزلی۔

۲۔ المعتمد: ابوالحسین بصری معتزلی۔

۳۔ البرھان: امام الحرمین جوینی شافعی۔

۴۔ المستصفی: حجۃ الاسلام امام غزالی شافعی۔

پھر ان چاروں کے مضامین کو مندرجہ ذیل دو علماء نے یکجا کیا۔

امام فخر الدین رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) نے کتاب "المحصول" میں

اور سیف الدین آمدی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) نے کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام" میں ان چاروں کی تلخیص کی پھر تاج الدین ارموی (متوفی ۶۵۶ھ) نے امام رازی کی "المحصول" کا خلاصہ لکھا اور اس کا نام کتاب "الحاصل" رکھا۔ جو قاضی بیضاوی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) کی کتاب "منہاج الوصول" کا ماخذ ہے۔ دوسری طرف ابوعمرو عثمان ابن حاجب مالکی (متوفی ۶۴۶ھ) نے آمدی کی

''الاحکام'' کا خلاصہ لکھا اوراس کا نام ''منتهى السول والامل الى علمى الاصول والجدل'' رکھا۔ ''المحصول'' اور ''الاحکام'' کی تالیف نے کتب متقدمین سے کافی حد تک مستغنی کر دیا کیونکہ ان دونوں میں چاروں کتابوں کے مضامین کوتوسیع کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا۔

اصول فقہ کی تدوین کا دوسرا طریقہ:

اصول فقہ کی تدوین کا دوسرا طریقہ حنفی مکتبہ فکر کے علماء کا ہے۔ اس طریقہ میں علماء نے قواعد اصول کا اس طرح مطالعہ شروع کیا کہ ان سے فروعی مسائل کی تائیدان کے استنباط کی تصحیح اور ان سے مدافعت کا کام لیا جائے۔ یہ طریقہ دراست حنفی طریقہ کے نام سے اس لئے مشہور ہوا کیونکہ علماء احناف ہی نے یہ راستہ اختراع کر کے اس پر تدوین کا آغاز کیا۔ اس طریقہ تحریر میں اصول وقواعد ائمہ فقہاء سے منقول جزئیات سے مطابقت رکھتے ہوں اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ اس فقہی مسلک کے ائمہ نے ایسی اصولی کتب نہیں تالیف کیں جن سے ان کے طریقہ استنباط اور منہاج کی توضیح ہوتی ہو۔ اس لئے بعد کے فقہاء کے لئے ضروری ہوگیا کہ وہ ائمہ سے منقول فروعی مسائل اور جزئیات کو مدنظر رکھ کر قواعد وضع کریں یا ان اصولوں کو بتائیں جو ان کے ائمہ مسلک کے استدلال میں برسبیل تذکرہ آگئے ہیں۔ حنفی مسلک کے اصول خود ائمہ مسلک کے وضع کردہ نہیں ہیں ان کی اصول پر کتب ہم تک نہیں پہنچ سکیں یہ تدوین بعد میں ہوئی مگر یہ بات طے ہے کہ ان سے اکثر اصول کی ائمہ فقہا کے اقوال میں رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے اوران اصولوں کی ترتیب و تدوین بعد میں آنے والے فقہاء نے کی ہے۔ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

''الا ان كتابة الفقهاء، اى الاحناف، فيها امس بالفقه واليق بالفروع لكثرة الا مثلة منها والشواهد و بناء المسائل فيها على النكت الفقهيه فكان لفقهاء الحنفية فيها اليد الطولى من الغوص على النكت الفقهية والتقاط هذه القوانين من مسائل الفقه ما امكن''(۱۲)

''فقہائے احناف کا طرز بحث زیادہ ملا ہوا ہے اوراستنباط فروع کے لئے زیادہ معین ومددگار ہے، کیونکہ وہ ہر مسئلہ کے ذیل میں امثلہ وشواہد پیش کر کے اس کی وضاحت تام کرتے ہیں، پھر ساتھ ساتھ فقہی نکات بھی حل کرتے جاتے ہیں۔ فقہائے حنفیہ کو نکات فقہ کی گہرائیوں تک پہنچنے کی بے نظیر مہارت حاصل ہے اور مسائل فقہ سے اصول فقہ کے قواعد خوب نکالتے ہیں۔''

ابوزہرہ فرماتے ہیں:

"فکانت دراسة الاصول علی ذلک النحو صورة لینابیع الفروغ المذهبیه وحججها" (۱۳)

"اصول کا اس طور پر مطالعہ ان کے مذہب کے فروغ اور دلائل پر قیاس کرنے کی ایک صورت تھا۔"

عبدالوہاب خان (متوفی ۱۳۷۵ھ) فرماتے ہیں:

"ورائدهم فی تحقیق هذه القواعد الاحکام التی استنبطها إئمتهم بناء علیها لا مجرد البرهان النظری" (۱۴)

"اوران کے قائدین ان قواعد احکام کی تحقیق میں اپنے ائمہ سے مستنبط مسائل پر بنا کرتے ہیں ان کا انداز تحقیق صرف نظری نہیں ہوتا۔"

اصول شافعیہ اور اصول حنفیہ میں فرق وامتیاز......

دونوں طریقوں میں فرق وامتیاز کی بنیاد یہ ہے کہ شافعیہ استنباط کا منہاج مقرر کرتے ہیں اور پھر اسی منہاج کی استنباط واستدلال میں پیروی کو اپنے اوپر لازم کرتے ہیں۔ جبکہ حنفی اسلوب میں استنباط واستدلال کی یہ صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے مسلک کی جزئیات کو مدنظر رکھ کر قواعد واصول کی اس طور پر تشکیل کرتے ہیں کہ ان سے فقہی جزئیات کو تائید حاصل ہو جاتی ہے۔

"طریقہ اصول حنفیہ" کی مثال سے توضیح:

حنفی فقہاء سے ایک اصولی قاعدہ "ان المشترک لا عموم لهٗ". (۱۵) (ایک وقت میں مشترک کے تمام معانی مراد نہیں لئے جاسکتے)۔ منقول ہے اسی قاعدہ اصولیہ کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ:

"وقال محمد اذا اوصی لموالی بنی فلان ولبنی فلان موال من اعلی و موال من اسفل فمات بطلت الوصیة فی حق الفریقین لاستحالة الجمع بینها و عدم الرجحان" (۱۶)

(اور امام محمد نے فرمایا کہ جب ایک شخص نے بنی فلاں کے موالی کیلئے وصیت کی

کہ فلاں قبیلے کے موالی کو میری طرف سے یہ دے دو اور مر گیا۔ قبیلے کے موالی اوپر کے درجہ میں بھی ہوں اور نیچے کے درجہ میں بھی ہوں تو بوجہ عدم تعیین ایک معنی اور عدم ترجیح کے فریقین کے حق میں وصیت باطل ہو جائے گی)۔

اس وصیت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ مشترک اپنے جمیع معنی کے ساتھ ایک وقت میں مراد نہیں ہوسکتا اب چونکہ یہ متعین نہیں کہ وصیت کس کے حق میں کی گئی اور قاعدے کے مطابق دونوں معنی مراد بھی نہیں لئے جا سکتے لہٰذا اس وصیت کو باطل قرار دیا۔ اب اس قاعدہ اصولیہ "**ان المشترک لا عموم له**" کو مقرر کر دینے کے بعد دوسری جگہ ان کا عمل اس کے مطابق نہیں رہتا بلکہ مذکورہ قاعدہ اصولیہ سے متصادم نظر آتا ہے اگر کسی نے قسم کھا کر کہا "**لا اکلم مولاک**" (میں تیرے مولا سے بات نہیں کروں گا) یہاں مولا کا لفظ آزاد کرنے والے اور آزاد غلام میں مشترک ہے اب اگر وہ ان دونوں ''مولی'' میں سے کسی سے بھی بات کرے گا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔(۱۷) حالانکہ یہاں بھی تو مشترک میں عموم ہے اور یہ قاعدہ مذکورہ سے متضاد حکم ہے اب حنفی فقہاء اس تناقض کو رفع کرنے کے لئے کچھ اضافہ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں

"**ان المشترک عموم له اذا وقع بعد نفی**" (۱۸)

(مشترک کا عموم نفی میں جائز ہے)۔

المختصر یہ کہ دوسرے مقام میں ''مولاک'' نفی (لا) کے بعد آیا ہے اس لئے اس میں عموم مراد لیا جا سکتا ہے اور وصیت والی مثال میں عموم اثبات کے بعد آیا ہے اس لئے وہاں مشترک میں عموم (آقا و غلام دونوں کے لئے) جائز نہیں مانتے۔

حنفی طریقہ تدوین کی امتیازی خصوصیات:

مذکورہ بالا اسلوب کی اگر چہ بظاہر افادیت کم محسوس ہوتی ہے لیکن فقہی بصیرت کو نشو ونما دینے میں یہ طریقے زیادہ موثر ہیں کیونکہ: اس طرز کے تحت اصول اجتہاد فقہی بصیرت کے تابع رہتے ہیں اور ایسے مستقل قواعد کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جن کا دیگر قواعد سے موازنہ کیا جا سکتا ہے اور موازنہ کی مدد سے عقل زیادہ بہتر قواعد کی جانب رہنمائی حاصل کر لیتی ہے۔ اس اسلوب کے تحت اصول وقواعد عملی تطبیق سے جدا محض نظریاتی مبحث نہیں رہتے بلکہ ضوابط وکلیات کی حیثیت میں جزئیات اور فروع پر منطبق ہوتے ہیں اسطرح تطبیق سے ان کلیات اور ضابطوں میں مزید استحکام اور قوت پیدا ہوتی ہے۔ اصول کے اس

طریقے پر مطالعہ سے فقہی تقابلی مطالعہ تشکیل پاتا ہے کیونکہ عملاً اس طریقے میں موازنہ جزئیات سے نہیں ہوتا بلکہ ان پر مشتمل کلیات اور اصول میں ہوتا ہے اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ فقہ کا طالب علم فقہ کی جزئیات پر ارتکاز وتوجہ کرنے کے بجائے متعدد جزئیات کا ان کلیات کے تحت جائزہ لیتا ہے جو انہیں منضبط کرتی ہے۔ تحقیق ومطالعہ کے اسلوب سے تخریج وتفریع کی تربیت حاصل ہوجاتی ہے اور اس ذہنی تربیت کی مدد سے پیش آمدہ جزئی مسائل کے حکم کا استنباط سہل ہوجاتا ہے جو ائمہ فقہاء کے دور میں موجود نہیں تھے نیز یہ کہ ان نئے پیش آمدہ مسائل کا حل ائمہ کی آراء اقوال کے مطابق ہوتا ہے کیونکہ یہ حل بھی انہی اصول و قواعد کے تابع ہے جو ائمہ فقہاء کے مدنظر تھے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعد میں آنے والے فقہاء ائمہ مذاہب سے منقول آراء پر اکتفا کئے بغیر ان میں توسع اور اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ (۱۹)

حنفی طریقہ تدوین کے مطابق لکھی جانے والی اصول فقہ کی بعض اہم وبنیادی کتب:

۱۔ ماخذ الشرائع: امام ابومنصور محمد بن محمد ماتریدی (متوفی ۳۳۰ھ) یہ اس اسلوب کی پہلی کتاب ہے۔

۲۔ اصول الکرخی: عبیداللہ بن الحسین الکرخی (متوفی ۳۴۰ھ) اس میں ۳۹ قواعد/ اصول بیان کئے گئے ہیں جن پر فقہ حنفی کا مدار ہے۔

۳۔ الفصول فی الاصول (اصول الجصاص): ابوبکر احمد علی الجصاص رازی (متوفی ۳۷۰ھ) یہ ابوالحسن کرخی کے شاگرد تھے۔ شاید ان کی یہ کتاب احکام القرآن کا مقدمہ ہے۔

۴۔ تقویم الادلۃ: ابوزید عبید (عبد) اللہ بن عمر الدبوسی حنفی (متوفی ۴۳۰ھ)

۵۔ تاسیس النظر: ابوزید عبیداللہ بن عمر بن عیسی دبوسی (متوفی ۴۳۰ھ)

۶۔ اصول البزدوی: فخر الاسلام علی ابن محمد بن الحسین البزدوی (متوفی ۴۸۲ھ یا ۴۸۳ھ)

علاء الدین بن عبدالعزیز البخاری (متوفی ۷۳۰ھ) نے ''کشف الاسرار،، کے نام سے اس کی ایک عمدہ شرح تالیف کی جو مشہور ہے۔

۷۔ اصول السرخسی: ابوبکر محمد بن احمد السرخسی (متوفی ۴۹۰ھ)

۸۔ المنار: ابوالبرکات عبداللہ بن احمد معروف بہ حافظ الدین النسفی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ) متاخرین کی کتب میں سے ایک عمدہ کتاب ہے جو برصغیر پاک وہند کے مدارس میں متداول ہے اس پر ملا جیون کی شرح بھی مشہور شروح میں سے ہے۔

ماجاز لعذر بطل بزوالہ ☆ جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہوجائے گا۔

حنفی طریقہ تدوین کو اختیار کرنے والے مختلف فقہی مذاہب کے اصولیین:

اصول کی کتابوں کی تالیف کا حنفی منہج صرف احناف کے یہاں نظر نہیں آتا بلکہ اس طریقہ پر شافعی، مالکی اور حنبلی مسالک کے اصولیین نے بھی کتب تالیف کیں ان کے لئے اس میں کشش کا سبب اس طریقہ میں پائی جانے والی وہ افادیت اور تاثیر تھی جو اس کی امتیازی خصوصیات میں بیان کی گئیں ہیں۔ اپنی بات کی تائید کے لئے مختلف فقہی مسالک کے چند اصولیین اور ان کی کتب کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں جنہوں نے حنفی منہج کے مطابق اپنی کتب تالیف کیں۔

۱۔ تخریج الفروع علی الاصول: شہاب الدین محمود بن احمد زنجانی شافعی (متوفی ۶۵۶ھ) انہوں نے اپنی اس تصنیف میں الدبوسی حنفی اصولی کے طرز تحریر کو اپنایا اور ان کی طرح ابواب فقہ کے ہر باب کی جزئیات بیان کر کے ان اصولوں کی توضیح کی جن کے تحت یہ جزئیات مستنبط ہوتی ہیں۔

۲۔ تنقیح الفصول علی الاصول: علامہ قرافی مالکی (متوفی ۶۸۴ھ) نے اپنی اس تصنیف میں مالکی مذہب کے اصول اسی حنفی فقہی منہج پر منضبط کئے ہیں۔

۳۔ شیخ الاسلام عبدالسلام حنبلی (متوفی ۶۵۲ھ) اور ان کے بیٹے شہاب الدین عبدالحلیم (متوفی ۶۸۲ھ) اور ان کے پوتے تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام (متوفی ۷۲۸ھ) ال تیمیہ کے ان تینوں حنبلی شیوخ نے بھی اس اسلوب پر اپنی کتب تالیف کیں۔

۴۔ ابن قیم جوزی حنبلی (متوفی ۷۵۱ھ) نے بھی اس نہج کو اپنایا۔

۵۔ التمھید فی تخریج الفروع علی الاصول علامہ اسنوی شافعی (متوفی ۷۷۷ھ) نے مذہب شافعی کے اصول اسی طریقہ پر تالیف کئے۔

ابوزہرہ لکھتے ہیں:

> ”من ھذا یتبین ان طریق الحنفیة بعد ان استقامت استخدامھا کثیرون غیرھم من الاخذین بمذاھب الائمة الاربعة، بل الامر تجاوز الائمة الی مذاھب الشیعة الامامیة والزیدیة، فانھم فی اصول الفقه عندھم قدنھجوفی کثیر منھاعلی منھاج الحنفیة یستنبطون الاصول التی توزن بھا الفروع عندھم، وان کانوا قد کتبوا علی

منهاج المتكلمين في كثير من الاحيان، وذلك لان المعتزلة كانوا كثيرين فيهم، وهم كانوا على منهاج المتكلمين"(۲۰)

(اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حنفی طریقہ کے باقاعدہ حیثیت اختیار کر لینے کے بعد مذاہب اربعہ میں سے بہت سے حضرات نے اس کو اپنایا صرف یہی نہیں بلکہ مذاہب شیعہ امامیہ اور زیدیہ نے بھی اس کو اپنایا اور ان میں سے بہت سوں نے اصول فقہ میں فروع سے اصول کے استنباط کے حنفی منہج کو اختیار کیا اگرچہ ان میں سے بہت نے منہاج متکلمین پر بھی لکھا اور یہ اس لئے ہوا کہ متکلمین طرز کو اختیار کرنے والے بہت سے علماء معتزلی تھے)۔

اصول فقہ کی تدوین کا تیسرا طریقہ:

اصول فقہ کی تدوین کا تیسرا "علماء متاخرین کا طریقہ تدوین" کہلاتا ہے۔ اس میں چاروں فقہی مکاتب فکر کے اہل علم وفضل شامل ہیں اس میں علمائے علم الکلام اور علمائے حنفیہ کے طریقوں کے درمیان مطابقت وجمع کی کوشش کی گئی ہے اور ساتھ ہی فقہی اصول وقواعد کی مدلل تحقیق کر کے انہیں فروعات فقہیہ پر منطبق کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے اس منہج پر اصول فقہ کی کتب تالیف کرنے کا آغاز ساتویں صدی ہجری میں ہوا۔

متاخرین کے طریقہ تدوین کی بعض اہم کتب:

۱۔ بدیع النظام الجامع بین کتابی البزدوی والاحکام: مظفر الدین احمد بن علی البغدادی معروف بہ ابن الساعاتی حنفی (متوفی ۶۹۴ھ) ابن الساعاتی نے اپنی اس کتاب میں حنفی عالم فخر الاسلام بزدوی اور شافعی عالم سیف الدین الآمدی دونوں کے اسلوب کو جمع وتطبیق کرنے کی کوشش کی اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے فقہی اسلوب پر لکھی گئی کتاب "اصول البزدوی" اور کلامی اسلوب کی کتاب "الاحکام" کے مضامین کو اپنی تصنیف میں جمع کیا۔

۲۔ تنقیح الاصول اور اس کی شرح التوضیح: عبد (عبید) اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ حنفی معروف بہ صدر الشریعہ الاصغر (متوفی ۷۴۷ھ) نے "التنقیح" میں امام بزدوی حنفی کی "الاصول" ابوبکر رازی

شافعی کی ''المحصول'' اور ابن حاجب مالکی کی ''منتھی السول والامل'' کے مضامین کو یکجا کیا اور پھر خود ہی ''التوضیح'' کے نام سے اس متن کی شرح لکھ ڈالی۔ بعد میں سعد الدین التفتازانی حنفی متوفی ۷۹۱ھ نے ''التلویح'' کے نام سے اس پر حواشی لکھے۔

۳۔ مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول: ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی التلمسانی (متوفی ۷۷۱ھ)

۴۔ جمع الجوامع: عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی شافعی (متوفی ۷۷۱ھ) یہ کتاب تقریباً سو کتابوں کا نچوڑ ہے جس کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں کیا اور کہا کہ (**انه جمعه من زهاء مائة مصنف**) (۲۱) اس پر کثرت سے شروح وحواشی وغیرہ لکھے گئے امام جلال الدین محلی شافعی (متوفی ۷۶۴ھ) نے اس پر دو شرحیں یا ''حاشیے'' تالیف کئے۔ بدالدین زرکشی شافعی (متوفی ۷۹۴ھ) نے بھی ''تشنیف المسامع'' کے نام سے اس کی شرح لکھی۔

۵۔ القواعد والفوائد الاصولیہ: ابوالحسن علاء الدین معروف بہ ابن اللحام حنبلی (متوفی ۸۰۳ھ)

۶۔ التحریر فی اصول الفقہ: کمال الدین محمد بن عبدالواحد معروف بہ ابن الھمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) ان کے ایک شاگرد محمد بن امیر الحاج حنفی (متوفی ۸۷۹ھ) نے ''التقریر والتحبیر'' کے نام سے اس کی شرح لکھی دیگر شارحین میں محمد بن امین معروف بہ امیر بادشاہ بھی شامل ہیں جنہوں نے ''تیسیر التحریر'' تالیف کی۔

۷۔ مرقاۃ الوصول الی علم الاصول: محمد بن مزامرز المعروف مولانا خسرو حنفی (متوفی ۸۸۵ھ)۔

۸۔ مسلم الثبوت: محب اللہ بن عبدالشکور بہاری (متوفی ۱۱۱۹ھ) اس کتاب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ متاخرین علماء کے اصول فقہ کے طریقہ تدوین پر لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ دقیق اور جامع کتاب ہے اس میں ابن الہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) کی ''التحریر'' اور تاج الدین السبکی (متوفی ۷۷۱ھ) کی ''جمع الجوامع'' کے انتہائی ایجاز واختصار کے باوجود بڑے واضح اور سہل انداز میں فقہی اصول بیان کئے گئے ہیں۔(۲۲) اس پر متعدد شروح لکھی گئیں مشہور شروح میں بحر العلوم عبدالعلی کی ''فواتح الرحموت'' بھی شامل ہے۔

۹۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من الاصول: محمد بن عبداللہ الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)۔ برصغیر کے مشہور عالم نواب صدیق حسن متوفی (۱۳۰۷ھ) نے ''حصول المامول من علم الاصول'' کے نام سے اس کی تلخیص کی۔

اصول فقہ کی تصانیف میں عام طور پر استنباط کے اصول وقواعد کی تشریح اورشریعت کے دلائل کے بیان اوران سے احکام کے اخذ کے بیان کو زیادہ اہمیت حاصل رہی اور مقاصد ومصالح شریعت کے بیان اوراخذ واستنباط کے عمل میں مصالح شریعت کی رعایت پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ آٹھویں صدی ہجری کے علامہ ابواسحاق الشاطبی (متوفی ۷۹۰ھ) نے ''الموافقات فی اصول الشریعۃ'' تالیف کی جس میں انہوں نے اصول شریعت اوراجتہاد کے مناہج بیان کرنے کے ساتھ شریعت کے مصالح ومقاصد کو زیادہ شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا اور بڑے مدلل انداز میں حکم التشریع پر کلام کیا بعض حضرات نے اس طرز پر تالیف میں ان کی سبقت کا قول کیا ہے۔ اس بارے میں ہم ان کی کتاب کے تحقیقی تجزیہ پر گفتگو کریں گے۔ بعد کے ادوار میں دیگر علوم کی طرح علم اصول فقہ بھی انحطاط وغفلت کا شکار ہوگیا مسلمانوں کے دورزوال میں علماء نے علوم شرعیہ کو زندہ رکھنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ قدماء کی تصانیف پر شروح، حواشی، مختصرات، تعلیقات، اوران کے نظم وغیرہ کو کافی سمجھا اور پھراس کا ایک طویل سلسلہ چل نکلا جو صدیوں تک جاری رہا۔ تکرار سے بچنے کے لئے یہاں صرف اشارہ کررہے ہیں۔

ان مصنفین کی مؤلفات اصولیہ پر تاریخی وتحقیقی تجزیہ کے تحت اللہ کی توفیق وعنایت سے اپنی استطاعت کے مطابق تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔ آج کے دور میں ان کتب کی مختلف سطحوں پر جامعات میں تحقیق کا کام جاری ہے اگر ہمیں علم ہوسکا تو اس کا ذکر بھی تحقیقی جائزہ میں کریں گے۔ البتہ دور جدید میں مصر، شام، لبنان، سعودی عرب میں علم اصول فقہ پر کام ہوا اور بعض نہایت عمدہ اورمعیاری کتابیں تصنیف ہوئیں جن میں شیخ محمد الخضری (متوفی ۱۳۴۶ھ) کی ''اصول الفقہ'' اور ''تاریخ التشریع الاسلامی'' اور علامہ محمد عبدالرحمٰن المحلاوی کی کتاب ''تسھیل الوصول الی علم الاصول'' اور شیخ عبدالوہاب خلاف (متوفی ۱۳۷۵ھ) کی کتاب ''علم اصول الفقہ'' اور حسن احمد خطیب کی کتاب ''فقہ الاسلام'' اور عمر بن عبداللہ کی ''سلم الوصول لعلم الاصول'' اور علی حسب اللہ کی ''التشریع الاسلامی'' اور شیخ محمد ابوزہرہ کی ''اصول الفقہ'' اور محمد سعید رمضان البوطی کی ''ضوابط المصلحۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ'' اور ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کی ''نظریۃ الضرورۃ الشرعیۃ'' اور مصطفیٰ احمد الزرقاء کی ''المدخل'' خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ لبنان کے مشہور عالم اور قانون داں صبحی المحمصانی نے بھی بڑا کام کیا ہے۔ ''فلسفۃ التشریع فی الاسلام'' مقدمہ فی احیاء علوم الشرعیۃ'' اور الاوضاع التشریعیۃ فی الدول العربیۃ'' المحمصانی کی عمدہ کوششوں کا ثمر ہیں۔

☆ ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ ☆